روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
جمعہ 27 جون 2014ء 28 شعبان 1435 ہجری 27 احسان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 146

باطل کا سر کچلا جائے

آنحضرت ﷺ کی پیدائش واقعہ اصحاب الفیل کے 25 روز بعد ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

واقعہ فیل کے اس قدر متصل آنحضرت ﷺ کی ولادت کا ہونا اپنے اندر یہ خدائی اشارہ رکھتا تھا کہ جس طرح خدا نے کعبہ کے خلاف اس ظاہری حملہ کو خائب و خاسر کیا ہے اسی طرح اب وقت آتا ہے کہ دین الٰہی کے مقابل پر باطل پرستی کا سر کچلا جائے۔ اور قرآن شریف میں اصحاب الفیل کے حملہ کا ذکر بھی بظاہر اسی غرض و غایت کے ماتحت نظر آتا ہے۔

(سیرت خاتم النبییّن، صفحہ 93)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ کی وفات کے قریب مسیلمہ کذاب آیا اور اس نے کہا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے حاکم مقرر کر دیں تو میں ان کا متبع ہو جاؤں گا۔ اُس وقت اُس کے ساتھ ایک بہت بڑی جمعیت تھی اور جس قوم سے وہ تعلق رکھتا تھا وہ قوم سارے عرب کی قوموں سے تعداد میں زیادہ تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مدینہ میں آنے کی خبر ملی تو آپ اُس کی طرف گئے۔ ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ساتھ تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ اُس قافلہ تک آئے اور مسیلمہ کذاب کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں اَور صحابی بھی جمع ہو گئے اور آپ کے اِردگرد کھڑے ہو گئے۔ آپ نے مسیلمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم یہ کہتے ہو کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ مقرر کر دیں تو میں اس کی اتباع کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن میں تو خدا کے حکم کے خلاف یہ کھجور کی شاخ بھی تم کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ تمہارا وہی انجام ہوگا جو خدا نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے۔ اگر تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے پاؤں کاٹ دے گا اور میں تو دیکھ رہا ہوں کہ خدا نے جو کچھ مجھے دکھایا تھا وہی تمہارے ساتھ ہونے والا ہے۔ پھر فرمایا میں جاتا ہوں جو باتیں کرنی ہیں میری طرف سے ثابت بن قیس بن شماس کے ساتھ کرو۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ سے پوچھا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ نے یہ کیا فرمایا ہے کہ جو مجھے خدا نے دکھایا تھا میں تجھے ویسا ہی پاتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے ہاتھ میں دو کڑے ہیں۔ میں نے اُن کڑوں کو دیکھ کر ناپسند کیا۔ اُس وقت مجھے خواب میں ہی وحی نازل ہوئی کہ میں ان پر پھونکوں۔ جب میں نے پھونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اِس کی یہ تعبیر کی کہ دو جھوٹے مدعی میرے بعد ظاہر ہوں گے۔

(بخاری کتاب المغازی باب قصۃ الاسود العنسی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا یہ آخری زمانہ تھا۔ عرب کی سب سے بڑی اور آخری قوم آپ کی فرمانبرداری کرنے کے لئے تیار تھی اور صرف اتنی شرط کرتی تھی کہ اس کے سردار کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ذاتی بڑائی کا کوئی بھی خیال ہوتا تو ایسی حالت میں کہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی آپ کے لئے کچھ بھی مشکل نہ تھا کہ آپ عرب کی سب سے بڑی قوم کے سب سے بڑے سردار کو اپنی جانشینی کی امید دلاتے اور سارے عرب کے اتحاد کا راستہ کھول دیتے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی اپنا نہیں سمجھتے تھے وہ اسلامی امارت کو اپنی ملکیت کب قرار دے سکتے تھے۔ آپ کے نزدیک اسلامی امارت خدا کی امانت تھی اور وہ امانت جوں کی توں خدا تعالیٰ ہی کے سپرد ہونی چاہئے تھی۔ پھر وہ جس کو چاہے دوبارہ سونپ دے۔ پس آپ نے یہ تجویز حقارت سے ٹھکرا دی اور فرمایا بادشاہت تو الگ رہی خدا کے حکم کے بغیر میں کھجور کی ایک شاخ بھی تم کو دینے کیلئے تیار نہیں۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 243)

خدا تعالیٰ کی خاطر زندگی وقف کرو

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

”اگر کوئی شخص اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کیلئے وقف کر دیتا ہے اور جو کام بھی کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناقہ بن جاتا ہے۔ جس طرح وہ اونٹنی دوسری اونٹنیوں سے ممتاز ہو گئی تھی اسی طرح وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔“

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد دوم صفحہ 137)

ذہین اور مخلص نوجوان زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے خود کو پیش کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

تم جلد سے جلد وصیتیں کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ

”پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جب کہ چاروں طرف ...... اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے، توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیاوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قادیان کی وہ بستی جسے کُوردِہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا، اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔“

(نظام نو۔ انوار العلوم جلد نمبر 16 صفحہ 601)

(مرسلہ: نظارت بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 30 مئی 2014ء

س: خلافت احمدیہ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کے گزشتہ 106 سال کس بات کے گواہ ہیں؟

ج: فرمایا! جماعت احمدیہ کی تاریخ کے گزشتہ 106 سال اس بات کے گواہ ہیں کہ نظام خلافت کے ساتھ جڑ کر رہنا ہمارا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اسی سے جماعت کی اکائی ہے اسی سے جماعت کی ترقی ہے اسی سے دشمنانِ احمدیت کے حملوں کے جواب کی طاقت ہم میں پیدا ہے۔

س: یوم خلافت کے حوالہ سے حضور انور نے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! یوم خلافت جو ہم مناتے ہیں ہمیں اپنی دعاؤں اور عبادتوں اور توحید پر قائم رہنے اور توحید کو پھیلانے کے معیاروں کو ماپنے کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔

س: حضور انور نے گزشتہ خطبہ جمعہ (23 مئی) میں کس بات کا ذکر فرمایا تھا؟

ج: فرمایا! گزشتہ خطبہ میں بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ ہر پریشانی اور ہر مشکل کے وقت ہمیں خداتعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے۔ دنیاوی طریقہ احتجاج جو ہے اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے دعاؤں اور عبادتوں کی طرف توجہ دیں۔ پس یہی ہمارے اصل ہتھیار ہیں۔

س: حضور انور نے فتوحات کے حصول کے حوالہ سے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہی فتوحات ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق فتوحات ملیں گی۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تمام تر وعدوں کے باوجود ان فتوحات کو حاصل کرنے کیلئے جان کی قربانیاں دینی پڑیں گی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے پڑیں گے۔

س: حضور انور نے نصرت الٰہی کے جذب کرنے کے لئے کیا رہنمائی بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! انسانی فطرت ہے کہ لمبے عرصے کی پریشانیاں اور تنگیاں اور ابتلاء انسان کو بے چین کر دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں رسول اور مؤمنین بھی متیٰ نصر اللہ۔ کہ (اللہ کی مدد کب آئے گی) کی آواز بلند کرتے ہیں۔ بے چین ہو کر ان کے دل سے یہ آواز بلند ہوتی ہے۔ مایوسی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ابھارنے کے لئے اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی گود میں ڈالتے ہوئے دعاؤں کو اپنی انتہا تک پہنچاتے ہوئے قربانیوں کے معیار قائم کرتے ہوئے یہ آواز بلند کرتے ہیں تب پھر خداتعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آتی ہے کہ الا ان نصر اللہ قریب۔ (البقرہ: 215) کہ سنو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔

س: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پیش کی جانے والی قربانیوں کے پھل کس طرح جلد حاصل ہو سکتے ہیں؟

ج: فرمایا! اگر ہم نے ان قربانیوں کے پھل جلد سے جلد حاصل کرنے ہیں تو دعاؤں کے معیاروں کو بلند کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اپنے اندر وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو خداتعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

س: بعض دعاؤں کے ضمن میں حضور انور نے احباب جماعت کو کیا نصیحت بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! اس وقت میں بعض دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو پہلے بھی جماعت احمدیہ کی جوبلی کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بتائی تھیں پھر بعد میں خلافت جوبلی کے لئے میں نے بتائی تھیں۔ ان کو بھولنا نہیں نہ کم کرنا ہے ان کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔ سورۃ فاتحہ، درود شریف، سبحان اللہ وبحمدہ ......، ربنا لا تزغ ...... (آل عمران: 9)، ربنا افرغ علینا ...... (البقرہ: 251)، اللھم انا نجعلک ......، استغفر اللہ ربی ......، رب کل شیء خادمک ......، ربنا اغفرلنا ذنوبنا ...... (آل عمران: 148)، فسحقھم تسحیقا، یاربّ فاسمع دعائی ......

س: سبحان اللہ ...... کے کلمات کے بارہ میں آنحضرتؐ نے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو بولنے کے لحاظ سے زبان پر نہایت ہی ہلکے ہیں لیکن وزن کے لحاظ سے ترازو میں بہت وزنی ہیں اور وہ خدائے رحمان کے بہت ہی پیارے ہیں اور وہ ہیں سبحان اللہ......

س: حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی ایک خواب کے حوالے سے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد خواب دیکھی تھی اور آپ نے بڑی تاکید فرمائی تھی کہ یہ دعا ربنا لا تزغ قلوبنا ...... بہت پڑھا کرو۔ یہ دعا نظام خلافت سے جڑے رہنے کیلئے بھی بہت بڑی دعا ہے۔

س: حضور انور نے راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے کس مخلص احمدی کا ذکر خیر فرمایا؟

ج: فرمایا! مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب ولد مکرم چوہدری فرزند علی صاحب جو 26 مئی کو ربوہ میں راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے تھے۔

س: حضور انور نے ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کے اوصاف کو کن الفاظ میں بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! بڑے نرم مزاج، نرم خو اور نرم رو شخصیت کے مالک تھے۔ ہر کسی کے ساتھ ہمدرد اور دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا یا تنگی ترشی نہیں کی۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بتایا کہ میرے ساتھ بھی بے حد نرم رویہ رکھتے تھے۔ ہر طرح دلداری کرتے۔ غلطیوں کو ہمیشہ نظر انداز کیا۔ کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔ بچوں کیلئے بڑے شفیق اور مہربان باپ تھے۔ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ انتہائی منکسر المزاج تھے۔ مہمان نوازی ان کا شیوہ تھا۔ ادبی ذوق بھی رکھنے والے اچھے شاعر تھے۔ ان کا مجموعہ کلام برگ خیال کے نام سے طباعت کے مراحل میں ہے۔ کیلیگرافی بھی اچھی کر لیتے تھے۔ خلافت سے انتہائی گہری محبت اور خلوص کا تعلق تھا اور ہر تحریک پر فوری لبیک کہنے والے تھے۔ بڑھ چڑھ کر چندہ دیتے تھے۔ کولمبس اور دارالرحمت غربی ربوہ کی بیت الذکر کیلئے بھی بڑی رقم دی۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کیلئے بھی عطیات کی فراہمی میں پیش پیش رہتے تھے۔

س: ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کے خلافت سے تعلق کے ضمن میں حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: فرمایا! خلافت سے ایک والہانہ رنگ میں عشق تھا اور جب میں 2012ء میں وہاں گیا ہوں کولمبس امریکہ کے دورے پر۔ تو رات بھر جاگ کر بیت الذکر کی آرائش اور خطاطی کا کام کرتے رہے۔ کئی بینر لگائے اور رات بھر کام کرنے کے بعد صبح اپنے ہسپتال کی ڈیوٹی بھی پوری نبھائی۔ نہایت سادگی سے اپنی خدمت کر رہے ہوتے تھے۔ مالی قربانی میں بھی صف اوّل میں رہے۔

س: DAWN اخبار کی ویب سائٹ پر ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کا راہ حق میں قربان ہونے کا ذکر کن الفاظ میں بیان کیا گیا؟

ج: فرمایا! Dawn اخبار کی ویب سائٹ پر ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کوئی عام ڈاکٹر نہیں تھے۔ انہوں نے امریکن کالج آف کارڈیالوجی سے ینگ انویسٹی گیٹر کا ایوارڈ حاصل کیا اور سال 04-2003ء میں امریکہ کے بہترین فزیشنز میں ان کا شمار ہوا۔ اس کے علاوہ سال 2005ء، 2006ء، 2007ء میں مسلسل تین سال تک اور 2009ء، 2010ء، 2011ء اور 2012ء میں مسلسل چار سال تک امریکہ کے بہترین کارڈیالوجسٹ میں ان کا شمار ہوا۔ نیز انہیں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی جانب سے فزیشن ریکگنیشن کا بھی ایوارڈ ملا۔ پھر یہ لکھتے ہیں اخبار والے کہ میں نے انٹرنیٹ پر مہدی صاحب کا ایک پروفائل پر ان کی مسکراتی ہوئی روشن تصویر دیکھی جس کے ساتھ ان کے یہ الفاظ لکھے تھے کہ میں اعلیٰ ترین پیشہ ورانہ معیار کو قائم رکھتے ہوئے مریض کی بہترین دیکھ بھال پر یقین رکھتا ہوں تا کہ ان اداروں کی ترقی میں معاون ثابت ہو سکوں جن سے میں وابستہ ہوں۔

س: ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کا راہ حق میں قربان ہونے کے واقعہ کو کتنی اخباروں میں لکھا گیا؟

ج: فرمایا! پاکستان، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ اور دنیا کے متعدد اخباروں نے اس نہایت بہیمانہ قتل اور انسانیت سوز فعل کی سخت مذمت کی ہے۔ ان اخباروں کی تعداد اب تک 30 سے زیادہ ہے۔

س: امریکہ کے مشہور اخبار وال سٹریٹ جرنل نے ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی چیئر پرسن صاحبہ کا کیا تجزیہ شائع کیا؟

ج: فرمایا! وال سٹریٹ جرنل جو دنیا کا مشہور اخبار ہے امریکہ کا دنیا میں کئی جگہ چھپتا ہے اس کے نامہ نگار ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی چیئر پرسن صاحبہ کا تجزیہ پیش کیا کہ گو کہ پاکستان میں تمام تر اقلیتیں ہی مظالم کا شکار ہیں مگر جماعت احمدیہ سخت ترین ظلموں کا شکار ہے۔ پاکستان کی کئی لوکل اخباریں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز خبریں شائع کرتی رہتی ہیں۔

س: ڈاکٹر شٹا نوسنہا نے اپنے انٹرویو میں ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! ڈاکٹر سنہا نے (-) مرحوم کے متعلق کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ دیانتدار اور خوش اخلاق شخص نہیں دیکھا۔ آپ کے جسم میں ایک بھی شر پسند ذرہ نہ تھا۔ آپ بہت زیادہ خدمت خلق کرنے والے شخص تھے اور گو کہ آپ جانتے تھے کہ آپ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ سکتا ہے مگر اس کے باوجود خدمت خلق کے لئے پاکستان گئے۔ میں بس اس قدر چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ کس طرح ایک انتہائی بااخلاق انسان جو انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے گیا ہوا تھا کو انتہائی بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا۔

س: BBC اردو نے ڈاکٹر مہدی علی قمر کا ذکر کن الفاظ میں کیا؟

ج: فرمایا! BBC اردو نے بھی مرحوم کی (-) اور احمدیوں کے خلاف ظلم و ستم کا ذکر کیا نیز طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے خلاف چھپنے والے پمفلٹ کا عکس بھی شائع کیا گیا جس میں لکھا ہوا ہے کہ طاہر ہارٹ میں علاج کروانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ نیز احمدیوں سے تعلق رکھنے والا خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔

س: حضور انور نے ربوہ کی انتظامیہ اور شہریوں کو کیا توجہ دلائی؟

ج: فرمایا! ربوہ میں انتظامیہ کو بھی پہلے سے زیادہ چوکس اور ہوشیار ہونے کی ضرورت ہے۔ اپنی تدبیروں اور وسائل کو انتہا تک پہنچائیں پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں اور پھر ربوہ کے ہر شہری کو بھی چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ اس پیارے شہید نے ربوہ کی زمین پر اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی۔ پس اس طرف بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان

مسائل شریعت میں چار جہات کا التزام

فرمودہ 8 فروری 1947ء

فرمایا: بعض باتیں ہوتی تو چھوٹی سی ہیں اور بظاہر کسی خاص حکمت سے تعلق رکھتی ہوئی معلوم نہیں ہوتیں مگر ایسی اہمیت اختیار کر جاتی ہیں کہ بہت سے مسائل میں ان کا تداخل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جہات کا خیال ہے بہت سی باتوں میں چار جہات یعنی مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کا ذکر آتا ہے۔ یوں تو مثلث بھی ہوتا ہے اور مربع بھی لیکن جب کسی چیز کی تکمیل کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو چار جہات کی ہی مثال دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کی چاروں جہات یا چاروں گوشے یا چاروں کھونٹے مکمل ہیں۔ اسی طرح شریعت کو دیکھیں تو اس میں بھی چار چار باتوں سے زیادہ تعلق نظر آتا ہے۔ مثلاً عبادات کو ہی لے لو اگر عبادات میں سینکڑوں چیزیں شامل ہیں لیکن اصولی طور پر چار ہی عبادتیں ہیں یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔

پھر ایمان کو لے لو۔ گو ایمان کے اجزا بہت سے ہیں لیکن اصولی طور پر ایمانیات میں چار چیزیں ہی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، انبیاء پر ایمان، جزا سزا پر ایمان۔ باقی جس قدر ایمانیات سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ وہ ان چار اصولی باتوں کے تابع ہیں۔ مثلاً کوئی کہے کتابوں پر ایمان لانا بڑا اہم ہے۔ سو یہ درست ہے لیکن یہ انبیاء پر ایمان لانے کے تابع ہے۔ اسی طرح قضاء قدر پر ایمان لانا ملائکہ کے تابع ہے۔ جنت و دوزخ پر ایمان جزا و سزا کے تابع ہے۔ غرض ایمانیات کے بھی اصول دیکھیں تو وہ چار ہی ہیں۔ پھر کھانا پینا انسان کی زندگی سے وابستہ ہے۔ مگر اس کے متعلق بھی قرآن کریم میں آتا ہے۔

قل لا اجد فیما اوحی الی ......

(انعام:146)

یعنی چار چیزیں حرام ہیں۔ اول: مردار۔ دوم: دم مسفوح۔ سوم: لحم خنزیر۔ چہارم: ہر ایسی چیز جو غیر اللہ کے نام پر دی گئی ہو۔ درحقیقت یہ چاروں اپنی ذات میں اصول ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ یہی چار چیزیں حرام ہیں اور ان کے علاوہ اور کوئی چیز حرام نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو عبادات چار میں محصور ہیں نہ ایمانیات چار میں محصور ہیں اور نہ محرمات چار میں محصور ہیں۔ بیسیوں چیزیں ہیں جن کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا استعمال ناپسندیدہ ہے۔ مگر قرآن کریم نے یہی کہا ہے کہ صرف چار چیزیں حرام ہیں۔ پس درحقیقت یہ چار اصول ہیں جو بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح عبادات میں بھی چار اصول کا ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر حج کو لے لو تو اس کے علاوہ عمرہ بھی ایک عبادت ہے۔ اسی طرح تمام ایسے مقدس مقامات کی طرف سفر اختیار کرنا بھی عبادت ہے جو اسلامی نقطہ نگاہ سے خاص اہمیت رکھنے والے ہیں۔ جیسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مساجد میں سے صرف تین ہی ہیں جن کی طرف شد الرحال جائز ہے۔ مسجد بیت المقدس، میری مسجد اور خانہ کعبہ پھر عبادات میں عیدین بھی شامل ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کے علاوہ کئی قسم کے صدقے ہیں۔ خیرات اور قربانی میں حصہ لینے کے احکام ہیں مگر بہرحال یہ چار مرکزی نقطے ہیں ایک نقطہ مرکزی عبادات کا نماز ہے۔ دوسرا روزہ تیسرا زکوٰۃ اور چوتھا حج اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نہیں مان سکتے کہ ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز بھی حرام ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے قرآن کریم میں ہی ایک جواب پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ جمعہ میں فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ...... کہ اے مومنو جب جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی آواز تمہارے کان میں پڑے تو تم دوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آؤ اور بیع چھوڑ دو۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہاں کہا ہے کہ نجاری کا کام چھوڑ دو یا معماری کا کام چھوڑ دو۔ یا کپڑا بننا چھوڑ دو یا زمیندارہ چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ تم بیع چھوڑ دو۔ ایسے شخص کو یہی جواب دیا جائے گا کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اہم چیز بیان کر دی ہے اور جب بیع سے مومنوں کو روکا گیا ہے تو اس سے ادنیٰ چیزوں کی ممانعت اس میں خود بخود آ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ وذروا البیع کے معنوں میں کبھی کسی نے شبہ ظاہر نہیں کیا۔ نہ کسی خارجی نے نہ شیعہ نے نہ مقلد نے نہ غیر مقلد نے کہ یہاں صرف تجارت چھوڑنے کا حکم ہے۔ کوئی اور پیشہ چھوڑنے کا حکم نہیں۔ ہر شخص اس آیت کے یہی معنے کرتا ہے کہ یہ ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ بالعموم بیع ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔ زمیندار ہل چھوڑ کر آ جائے تو اس کو کوئی زیادہ نقصان نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر تاجر آئے تو اس کا زیادہ نقصان ہوگا۔

فرض کرو ایک تاجر نماز کے لئے آ جاتا ہے اور کوئی دوسرا شخص ایک اور دکان سے ایک لاکھ کا سودا لے لیتا ہے۔ تو اس کو کئی ہزار روپیہ نفع مارا جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں لوہار نے تو وہیں لوہا کوٹنا شروع کر دینا ہے جہاں اس نے ختم کیا تھا۔ یہی حال دوسرے کاموں کا ہے ان میں نقصان کا اتنا احتمال نہیں ہوتا جس قدر نقصان کا احتمال تجارت میں ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی چیز کا ذکر کر کے چھوٹی چیزوں کو اس کے تابع کر دیا۔ مثل مشہور ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ جب بیع کا ذکر کر دیا تو باقی سارے کام اسی میں آ گئے۔ کیونکہ جب ایک تاجر اپنا بہت بڑا نقصان کر سکتا ہے تو دوسرا شخص ایک معمولی نقصان کیوں برداشت نہیں کر سکتا۔ پس قرآن کریم کا یہ اصول ہے کہ وہ لمبی باتوں کی بجائے اصولی باتیں بیان فرماتا ہے کہ اگر ایک ایک بات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا تو قرآن کریم موجودہ حجم سے 50 ہزار گنے زیادہ ہوتا۔ مثلاً نماز کو ہی لے لو۔ نماز کی دو رکعت بھی جائز ہیں اور چار بھی جائز ہیں۔ پھر گوبھی کھانا بھی جائز ہے، آلو کھانے بھی جائز ہیں اور ٹماٹر کھانے بھی جائز ہیں۔ اگر اس طرح ایک ایک چیز کا نام لے لے کر اس کا ذکر کیا جاتا تو قرآن کریم کے لئے بہت زیادہ حجم کی ضرورت تھی۔ چنانچہ قرآن کریم ایک حکیم ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس نے صرف اصولی باتیں بیان کر دی ہیں۔ فروعات کو نہیں لیا۔ اسی طرح ایمانیات میں بھی اس نے اصولی باتوں کا ہی ذکر کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آ گیا۔ تو اس کی صفات کا ذکر اس میں آ گیا اور دعا بھی اسی میں آ گئی اور جب نبیوں کا ذکر آ گیا تو کتابوں کا ذکر خود بخود آ گیا۔ کیونکہ اگر کوئی قانون نہیں ہوگا تو نبی چلائے گا کیا؟ پھر جب جزا سزا کا ذکر آ گیا تو جنت اور دوزخ کا ذکر بھی آ گیا۔ اسی قسم کی ایک اور مثال بھی قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ...... مومن اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے۔ یہاں اور بھی اختصار مدنظر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ملائکہ کے ایمان کو شامل کیا گیا اور یوم آخر پر ایمان لانے میں انبیاء آ گئے۔ پھر سارے قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں بیان کر دیا گیا اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ میں بیان ہے کہ کوئی تفصیل چاہتا ہے تو اس کے لئے سارا قرآن موجود ہوتا ہے۔ کسی کے لئے صرف سورۃ فاتحہ ہی کافی ہو جاتی ہے کسی کے لئے سارا قرآن بھی کافی نہیں ہو سکتا۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ تفصیلیں تو کفار کے لئے ہیں ورنہ سچے مومن کے لئے بسم اللہ کی ب ہی کافی ہے۔ ب کے معنے کیا ہیں ب کے معنے ہیں ساتھ مل جانا اور بسم اللہ کی ب کا یہ مفہوم ہے کہ اے انسان تو خدا کا بن جا اور خدا کے ساتھ مل جا اور جب کوئی خدا کے ساتھ مل جائے تو اس کے لئے کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے۔ کہتے ہیں "عاقل را اشارہ کافی است"۔

پس اصولی طور پر جس طرح جسمانیات میں چار چار چیزوں کا ذکر آتا ہے۔ چاروں کھونٹے چاروں کونے چاروں جانب اور چاروں اطراف کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح شریعت نے عبادات میں بھی چار باتوں کا ذکر کیا ہے۔ ایمانیات میں بھی چار باتوں کا ذکر کیا ہے اور محرمات میں بھی چار باتوں کا ذکر کیا ہے۔

ایمانیات میں سے پہلا اصل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو کر انسان کو خالص صداقت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر چیز کسی نہ کسی منبع سے چلتی ہے اور اللہ ہی ہے جو تمام صداقتوں کا حقیقی منبع ہے۔ پھر ملائکہ سامان کو نشوونما دینے کا ذریعہ ہیں اور جب قانون کے ساتھ نشوونما شروع ہو جاتا ہے۔ تو ایک نظام کی ضرورت ہوتی ہے جس سے ہر چیز کو قابو میں رکھا جائے۔ مثلاً بارشیں ہوتی ہیں تو نشیبی زمینیں پانی کو بہا کر لے جاتی ہیں۔ اس پانی کو ایک نظام میں رکھنے کے لئے نہریں بنائی جاتی ہیں اور نہروں پر پل بنائے جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء روحانی پانی کو ایک نظام کے ماتحت لاتے ہیں اور جب دنیا انبیاء کے نظام کے ماتحت آ جاتی ہے تو اس کا انجام اللہ تعالیٰ کا دائمی قرب دائمی حیات اور دائمی سرور ہوتا ہے اور یا پھر انکار کرنے والے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنتے ہیں اور یہی چیز جزا و سزا ہے۔ جزا و سزا کے متعلق ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ روحیں خدا میں جا کر مل جاتی ہیں لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح پر اپنی صفات کی چادر اوڑھا دیتا ہے۔ سب سے بڑی صفت اللہ تعالیٰ کی اس کا ازلی ابدی ہونا ہے۔ مومن جب جنت میں جائیں گے تو انہیں بھی ابدیت حاصل ہو جائے گی اور موت ان پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جنتیوں کے متعلق بھی آتا ہے کہ لھم فیھا مایشاؤن گویا خدائی صفات جنتیوں میں بھی آ جاتی ہیں اور وہ ہر قسم کے تنزل اور تباہیوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں یہ ایسی ہی بات ہے جیسے دریا کے ایک طرف سے نہر نکالتے ہیں اور دوسری طرف ڈال دیتے ہیں۔ دنیا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلتی ہے اور پھر خدا کی طرف چلی جاتی ہے۔ نہ ہم وحدت وجود کے قائل ہیں اور نہ ہندوؤں کی طرح خدا تعالیٰ میں جذب ہونے کے قائل ہیں۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کے مشابہ حالت ضرور ہے۔ جب دنیا پیدا ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے کن کہنے سے پیدا ہوتی ہے اور جب آخر میں پہنچتی ہے تو ابدی زندگی حاصل کر لیتی ہے۔ اس طرح دنیا کا سلسلہ چلتا چلا جا رہا ہے۔ دوسری طرف عبادات ہیں۔ عبادات میں بھی چار اصول کا ذکر کیا گیا ہے۔ درحقیقت تعبد کے معنے خدائی صفات کو اپنے آپ پر نقش کرنے کے ہیں اور اس نقش کے لئے سب سے پہلے دماغ کی صفائی مطلوب ہوتی ہے۔ **نماز دماغ کی صفائی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔** کیونکہ نماز میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔ اس کی پاکیزگی اور کمال کو یاد کیا جاتا ہے اور اس طرح خود بخود دماغی اور ذہنی قویٰ میں ایک نور پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ **دوسری چیز جسم کی اصلاح ہے اس کے لئے روزہ رکھا گیا ہے۔ تیسری چیز جذبات کی درستی ہے اس کے لئے حج رکھا گیا ہے** لیکن وطن نہایت اعلیٰ درجہ کے جذبات

محبت سے تعلق رکھتا ہے۔ جب انسان حج کے لئے مکہ میں جاتا ہے تو وہ خداتعالیٰ کے لئے اپنے جذبات محبت کو قربان کرنے کا عادی بنتا ہے۔ **چوتھی چیز سوسائٹی کی اصلاح ہے۔ اس کے لئے زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات وغیرہ رکھا گیا ہے** تاکہ غرباء کو اٹھایا جائے اور ان کی ترقی کی تدابیر کی جائیں۔ غرض عبادات ان چاروں اغراض سے تعلق رکھتی ہیں۔ **اول** دماغ کی اصلاح ہو جائے۔ **دوم** جسم کی اصلاح ہو جائے۔ **سوم** جذبات کی اصلاح ہو جائے۔ **چہارم** سوسائٹی کی اصلاح ہو جائے۔ جب یہ چاروں اصلاحیں ہو جائیں تو قوم کو ترقی حاصل ہو جاتی ہے اور دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے۔ حلت وحرمت میں بھی ان چار اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ مردار کھانا انسان کی عقل اور اس کے دماغ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے۔ جو قومیں مردار خور ہوتی ہیں۔ ان کی عقلیں بہت موٹی ہوتی ہیں یا یوں کہو کہ موٹی عقل والی قومیں مردار کھاتی ہیں۔ سمجھدار اور عقلمند اقوام مردار نہیں کھاتیں۔ دم زہر ہے اور طب سے یہ امر ثابت ہے کہ دم مسفوح میں زہر ملا ہوتا ہے۔ اس لئے خون کھانا انسان کے جسم کو خراب کرتا ہے۔ لحم الخنزیر کا جذبات سے تعلق ہے کیونکہ اس میں بعض ایسی اخلاقی برائیاں ہیں جو کسی اور جانور میں نہیں یا قریباً نہیں۔ ما اھل بہ لغیر اللّٰہ شرک ہے اور درحقیقت شرک ہی سوسائٹی کی تباہی کا موجب ہوتا ہے۔ اگر توحید کامل ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں تو وہ دوسروں کا حق کیوں ماریں۔ ظلم بھی شرک سے ہی پیدا ہوتا ہے کیونکہ انسان سمجھتا ہے کہ میرے لئے اپنے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اگر خدا پر اس کا سچا ایمان ہوتا تو وہ سمجھتا کہ میں ظلم کیوں کروں۔ خداتعالیٰ خود میری ضروریات کو پورا فرمائے گا۔ اسی طرح چوری اور لڑائی اور دنگہ فساد انسان اسی لئے کرتا ہے کہ اس میں برادری کی روح نہیں ہوتی۔ قوموں میں جذبہ منافرت پایا جاتا ہے اور وہ سمجھتی ہیں کہ ہم ہندو ہیں یا مسلمان اور ہم آپس میں نہیں مل سکتے۔ غرض تمام مفاسد شرک سے ہی پیدا ہوتے ہیں پس ما اھل بہ لغیر اللّٰہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے شرک کا رد فرمایا اور تمام ایسے مظالم کا سدباب فرمایا ہے جن کی بنیاد درحقیقت شرک ہی ہوتی ہے۔ پس یہ چار مناہی بھی ایک اصول کے ماتحت ہیں چار عبادات بھی ایک اصول کے ماتحت ہیں اور چار ایمانیات بھی ایک اصول کے ماتحت ہیں۔ اس کے آگے لمبی تفاصیل ہیں جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں مگر وہ سب کی سب انہی چار شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر بنیادی چیزیں اچھی ہیں تو تفاصیل بھی انسان کو ترقی دینے والی ہیں اور اگر بنیادی چیزیں مضر ہیں تو تفاصیل بھی ایسی ہی ہیں جن کا ارتکاب انسانی روح کو ہلاک کرنے والا ہے۔

(الفضل 27 جون 1961ء)

مکرم عبدالمتین صاحب

سانحہ لاہور 28 مئی 2010ء میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے

مکرم جنرل (ریٹائرڈ) چوہدری ناصر احمد صاحب

1990ء کی دہائی سے مجھے مکرم جنرل (ر) چوہدری ناصر احمد صاحب صدر حلقہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے ساتھ ایک لمبا عرصہ بطور زعیم اعلیٰ انصاراللہ بیت النور اور نگران حلقہ جات ملحقہ ماڈل ٹاؤن کام کرنے کا موقع ملا۔

آپ بہت نیک، صالح مخلص نمازی، دعا گو اور محنت سے کام کرنے والے وجود تھے۔ حلقہ احباب وسیع تھا۔ دنیاوی لحاظ سے بہت اونچے عہدہ سے ریٹائر ہوئے لیکن طبیعت میں عاجزی اور انکساری تھی۔ مزاج بہت سادہ تھا۔ سب سے بڑی ہمدردی سے ملتے۔ جماعت کے عہدہ داروں، مربیان سلسلہ سے بڑے احترام سے پیش آتے۔ مرکزی عہدیداروں کی بہت عزت کرتے۔ مرکزی ہدایات پر پوری طرح عمل کرتے اور دوستوں کو بھی تحریک کرتے رہتے۔ دوست بھی ان کی بڑی عزت کرتے۔ مجلس انصاراللہ کے سب پروگراموں میں حصہ لیتے۔ اکثر و بیشتر اجلاسات میں تقریر کے لئے کہا جاتا تو ہر وقت تیار ہوتے۔ اگرچہ ان کے گھٹنے میں چوٹ لگی ہوئی تھی لیکن پھر بھی انصار کے ساتھ سیر کے پروگرام میں شامل ہوتے اور بہتوں کو اپنی تیز رفتاری کے باعث پیچھے چھوڑ جاتے۔ ہر سال ماہ نومبر میں انصاراللہ بیت النور کا اجتماع ہوتا۔ اس میں ہر طرح کی معاونت کرتے۔ خود بھی نماز تہجد اور دیگر پروگراموں میں شامل ہوتے اور دوستوں کو بھی شامل ہونے کی تلقین کرتے۔

جب سیکرٹری اصلاح وارشاد ضلع لاہور بنے تو اصلاح وارشاد کی مہینہ میں ایک میٹنگ دارالذکر لاہور میں ہوا کرتی تھی۔ لاہور شہر وسیع ہونے کی وجہ سے فاصلے بہت زیادہ تھے اور دوستوں کو ایک جگہ پہنچنے میں دقت ہوتی تھی۔ ان کی سہولت کے مدنظر لاہور شہر کے حلقہ جات کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک شمالی لاہور کے حلقہ جات اور دوسرے جنوبی لاہور کے حلقہ جات۔ شمالی لاہور کے حلقوں کی میٹنگ دارالذکر میں کرتے اور جنوبی لاہور کے حلقوں کی میٹنگ بیت النور میں۔ اس طرح دوست آسانی سے قریبی سنٹر میں شامل ہوتے۔ ان میٹنگز میں حلقہ کے سیکرٹریان سے ماہوار رپورٹ لیتے اور مرکز کی ہدایات ان تک پہنچاتے۔

نماز جمعہ، عیدین اور اجتماعات کے موقعہ پر ماڈل ٹاؤن اور اردگرد کے حلقوں سے کثرت سے خواتین و احباب آتے۔ انہیں ہر طرح آسائش پہنچانے کی کوشش کرتے۔ ان موقعوں پر خدام، انصار اور لجنات کی ڈیوٹیاں لگائی جاتیں۔ ان کے کام کے بارے میں تفصیلی ہدایات دیتے اور نگرانی کرتے اور خود بھی چیک کرتے کہ کام ٹھیک ہو رہا ہے کہ نہیں۔ غسل خانوں اور بیت الخلاء میں خود جا کر دیکھتے کہ صفائی معیاری ہوئی ہے کہ نہیں۔ پڑوسیوں کے بارے میں بڑے حساس تھے۔ پارکنگ پر ڈیوٹی دینے والے خدام کو خاص طور پر کہتے کہ آنے جانے والوں کا خیال رکھنا ہے۔ کسی کے گھر کے گیٹ کے سامنے گاڑی نہیں پارک کروانی۔ راستوں کا حق ادا کرنا ہے۔

آپ کی رہائش بیت النور کے پاس ہی تھی۔ فجر اور مغرب کی نمازیں تو ضرور بیت النور میں ادا کرتے۔ حلقہ کے کام کاج کے سلسلہ میں ہدایات اور مشورے دیتے۔ بیت النور کی توسیع کا کام بھی آپ کی زیرنگرانی ہوا تھا۔ اس کام میں بھی آپ نے بہت محنت کی اور وقت دیا۔ جس کا نتیجہ شاندار ملٹی سٹوری بیت النور کی صورت میں ملا۔

ہر سال ماہ رمضان میں بیت النور میں نمازیوں سے بہت رونق ہو جاتی۔ نمازوں میں حاضری بڑھ جاتی۔ نماز جمعہ پر تو اردگرد کے حلقوں سے بھی کثرت سے خواتین وحضرات بمعہ بچوں کے حاضر ہوتے بیت نمازیوں سے چھلک جاتی۔ ہالز کے علاوہ باہر صحن اور چھت پر بھی صفیں بچھانی پڑتیں۔ صدقہ وخیرات اور فطرانہ کی رقوم ایک انتظام کے تحت اکٹھی کی جاتی اور جماعت کے نظام کے تحت غرباء اور مستحق لوگوں میں تقسیم کروا دی جاتی۔

نماز عشاء اور نماز تراویح میں بھی اردگرد کے حلقوں سے عورتیں اور مرد شامل ہوتے۔ قرآن کریم کا دور اس ماہ میں مکمل ہوتا۔ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے والے دوستوں کا انتظام کرواتے اور زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کی کوشش کرتے۔ رمضان المبارک کے آخری دنوں میں بیت النور کی تاریخ پڑھ کر سناتے اور ان دوستوں کے نام بغرض دعا پڑھتے جنہوں نے کسی نہ کسی صورت میں بیت النور میں خدمت کی ہوتی۔ خواہ مالی ہو یا کوئی دوسری ان ناموں میں انصار کا بھی ذکر ہوتا۔ خدام کا بھی اور لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کا بھی۔

مختلف تقریبات کے موقع پر اردگرد کے پڑوسیوں کے گھروں میں مٹھائی وغیرہ بھی بھجواتے تھے۔

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں اکٹھی کرنے کا انتظام بیت النور میں بھی ہوتا تھا۔ اس موقع پر دوستوں کو تحریک کرتے تھے کہ جب قربانی کی کھال جمع کروائیں تو ساتھ قربانی کا گوشت بھی مستحق احباب کو دینے کے لئے بھجوائیں۔ اس طرح جو گوشت اکٹھا ہوتا تھا۔ وہ مستحق احباب میں تقسیم کروا دیتے تھے اور قربانی کی کھالیں جماعتی انتظام کے تحت بھجوا دیتے۔

حتی الوسع سیکرٹریان اصلاح وارشاد حلقہ جات کی ماہوار میٹنگز خود لیتے۔ خواہ دارالذکر میں ہو یا بیت النور میں۔ ایک دفعہ انہیں امریکہ اپنے عزیز و اقارب کو ملنے کے لئے جانا تھا۔ انہیں یہ پسند نہ تھا کہ ماہوار میٹنگ میں ناغہ ہو۔ مجھے ہدایات دیں کہ میری عدم موجودگی میں بیت النور میں سیکرٹریان اصلاح وارشاد کی میٹنگ کنڈکٹ کرنی ہے۔ اور اس میٹنگ کے لئے سارا ہوم ورک کر کے تحریری طور پر دے گئے کہ پہلے رپورٹس لینی ہیں اور پھر مرکز کی ہدایات ان تک پہنچانی ہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان جانے والے مہمانوں کو جو کہ پاکستان کے مختلف شہروں سے لاہور آتے تھے جماعتی انتظام کے تحت ایک دن لاہور ٹھہرتے تھے کچھ مہمانوں کو بیت النور ماڈل ٹاؤن میں بھی ٹھہرایا جاتا تھا۔ ان مہمانوں کی اکثریت کراچی یا اندرون سندھ کے شہروں سے ہوتی تھی ان کے آرام کا خاص خیال رکھتے کھانا تیار کرواتے۔ بعض ضعیف مہمانوں کو بستر اور چارپائیوں کا بھی انتظام کر کے دیتے۔ ایک دفعہ کراچی اور دوسرے شہر کے لوگوں نے مجھے کہا کہ ہم نے 29 تاریخ کو واپس قادیان سے آنا ہے اور 30 تاریخ کو واپس اپنے اپنے شہروں کو لاہور سے جانا ہے۔ اگر اس دن ہماری ٹرین میں بکنگ کروا دی جائے تو ہمیں سہولت ہو جائے گی کیونکہ جلسہ سے واپس آ کر 29 تاریخ کو بکنگ مشکل ہوگی۔ میں نے ان مہمانوں کی خواہش کے مطابق ٹرین میں سیٹیں بک کروا دیں۔ جنرل صاحب کو معلوم ہوا تو خوشی کا اظہار کیا کہ یہ کام ہمارے فرائض میں شامل نہیں تھا لیکن مہمانوں کی سہولت کی خاطر ہم نے یہ نوافل بھی ادا کئے۔

1983ء تک جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ بڑی باقاعدگی سے مرکز سلسلہ ربوہ میں ہوتے رہے۔ جن میں لاکھوں کی تعداد میں مرد و زن اور بچے خوشی خوشی شامل ہوتے رہے۔ لیکن اس کے بعد حکومت نے جلسہ کرنے کی اجازت نہ دی۔ لاہور کی جماعت نے ربوہ کی طرز پر ہانڈو گجر میں جلسہ سالانہ شروع کیا۔ سامعین کے بیٹھنے کے لئے پرالی کا بندوبست کیا جاتا اور دوپہر کا کھانا بھی سب احباب کو پیش کیا جاتا۔ مقامی مقررین کے علاوہ مرکز سلسلہ سے بھی علماء کرام تشریف لاتے۔ ہزاروں کی تعداد میں احباب جماعت اور خواتین شامل ہوتے اور اپنی روحانی پیاس بجھاتے۔ مکرم جنرل صاحب نے امیر صاحب کی اجازت سے اس جلسہ کو پھیلانے کا پروگرام بنایا۔ ایک اتوار ہانڈو گجر میں اس سے

باقی صفحہ 6 پر

تحریر: جناب کنور ادریس صاحب .... ترجمہ: ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

تحدیث نعمت انگریزی ایڈیشن کا پیش لفظ

نوٹ:۔(استاذی المحترم کنور ادریس صاحب نے سر ظفراللہ خاں کی خودنوشت ''تحدیث نعمت'' کے مکمل متن کا اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو فروری 2014ء میں قادیان سے چھپا ہے۔ ترجمہ کا عنوان ہے۔ Recollection of Divine Favours ۔اس کتاب میں ''مترجم کے نوٹ'' کے عنوان سے جو ابتدائیہ چھپا ہے اس کا اردو ترجمہ قارئین الفضل کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر پرویز پروازی۔ٹورانٹو کینیڈا)

سر محمد ظفراللہ خاں (1893ء-1985ء) وکیل اور جج، منتظم اور سفارت کار مذہبی علوم کے شناور اور کتابوں کے مصنف تھے اور بایں ہمہ سیاستدان بھی تھے۔آپ نے برطانوی ہند کے دور میں ان تمام میدانوں میں اپنے نقوش مرتسم کئے بعد کو آزاد پاکستان بلکہ بین الاقوامی حلقوں پر اپنے پائیدار اثرات چھوڑے۔ بانی پاکستان محمد علی جناح اور پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں دونوں نے ان کی انہی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر مشترکہ طور پر خواہش کی تھی کہ آپ یا تو نوزائیدہ پاکستان کے چیف جسٹس کا عہدہ سنبھال لیں، یا تقسیم ملک کے نتیجہ میں افراتفری کا شکار ہونے والے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کی وزارت علیا پر فائز ہو جائیں مگر ان سب سے بہتر ہوگا کہ آپ ملک کے وزیر خارجہ بن جائیں اور آپ نے ساڑھے چھ سال تک یہ ذمہ داری نبھائی۔ ظفراللہ کی زندگی بہت سی اولیتوں کا مرقع ہے۔ آپ پہلے ہندوستانی تھے جو لندن یونیورسٹی کے ایل ایل بی کے امتحان میں اول آئے۔ آپ پہلے ایشیائی تھے جو پندرہ سال تک بین الاقوامی عدالت انصاف کے جج رہے اور اس کی صدارت پر بھی متمکن ہوئے۔ آپ کو یہ اولیت بھی حاصل ہوئی کہ آپ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور بین الاقوامی عدالت انصاف دونوں کی صدارت پر سرفراز ہوئے اور پنجاب کے دیہی علاقہ سے اٹھنے والے کسی شخص کے لئے یہ کوئی معمولی بات نہیں۔

ظفراللہ کی عملی زندگی کے رخ کا تعین ان کا خود اختیار کردہ نہیں اتفاقی تھا۔ اگر ان کی دائیں آنکھ کی نظر کمزور نہ ہوتی تو آپ گورنمنٹ کالج کے دوسرے آنرز گریجوایٹ لوگوں کی طرح اس زمانہ کی افسانوی آئی سی ایس میں چلے گئے ہوتے۔ کیمبرج میں اعلیٰ تعلیم کے لئے پہنچے تو ان کے طبی مشیر نے ان کو متنبہ کیا کہ وہ کسی طور سے طبی امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس انتباہ نے انہیں لنکنز ان اور کنگز کالج میں قانون کی تعلیم کی طرف متوجہ کیا اس طرح کمزور آنکھ والا اولوالعزم ظفراللہ ایسے میدان عمل میں گامزن ہوا جو آئی سی ایس کی ملازمت سے کہیں زیادہ متنوع مفید اور تقریباً دوگنا طویل تھا۔

بعض قریبی دوستوں کے اصرار پر ظفراللہ نے 78 سال کی عمر میں اپنی زندگی کے حالات محض اپنی یادداشت کے بل بوتے پر قلمبند کئے جو 1500 صفحات پر مشتمل تھے۔ دس سال بعد آپ نے اٹھارہ مزید صفحات لکھے اور مسودہ کو تکمیل تک پہنچا دیا۔ اصل مسودہ کے مرتبین نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے کہ کتاب کو صرف ایک جلد تک محدود ہونا چاہئے، کانٹ چھانٹ کر کے مسودہ کو 750 صفحات تک محدود کر دیا۔ مترجم کو کانٹ چھانٹ کر کے نکالے گئے صفحات کا کوئی سراغ نہیں ملا کہ بیانیہ میں راہ پا جانے والی بعض گمشدہ کڑیوں کو ملایا جاسکتا۔

ظفراللہ 1930ء-1932ء میں لندن میں ہونے والی گول میز کانفرنسوں میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے مسلمہ راہنما سر آغا خان کا غیر متزلزل اعتماد حاصل کیا۔ وہ سر آغا خان ''جن کے لئے سب دروازے بغیر دستک کے کھل جاتے تھے''۔ مزید برآں ونسٹن چرچل سے یہ غیر معمولی خراج تحسین بھی حاصل کیا کہ ہندوستان کی آئینی اصلاحاتی کمیٹی کے روبرو تم نے دو گھنٹے میرا ناک میں دم کئے رکھا''۔

1935ء میں ظفراللہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن بن کر جانے لگے تو لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس ڈگلس ینگ نے الوداعی دعوت میں ان کی غیر معمولی قوت استدلال پر ایک نہایت غیر روایتی خراج تحسین پیش کیا کہ ایک لحاظ سے میں نے اطمینان کا سانس لیا ہے کہ یہ یہاں سے جانے والا ہے کیونکہ اس کی یہاں موجودگی اس صوبہ کے امن وامان کے لئے خطرہ کا باعث ہو رہی تھی۔ جب یہ میرے اجلاس کے کمرہ میں داخل ہوتا تھا تو میں چوکس ہو جاتا تھا مبادا اس کے زور خطابت کے اثر کے تحت مجھ سے سرکار کے حق میں کوئی بے انصافی سرزد ہو جائے۔ باوجود اس کے نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ کوئی شخص چاہے کسی بھی جرم کا مرتکب ہوا ہو، اسے وکیل کر لیتا تو صاف بچ نکلتا تھا۔

اس پس منظر میں تقسیم ہند کے وقت مسٹر جناح نے پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا اور بعد کو اقوام متحدہ میں کشمیر اور فلسطین کا کیس پیش کرنے کے لئے ظفراللہ کو چنا تھا۔ تینوں مواقع پر ان کے مخالفوں نے بھی ان کی قوت استدلال اور قانونی قابلیتوں کا اعتراف کیا مگر نوآبادیاتی نظام کے تقاضے انصاف کی راہ میں حائل ہوتے رہے۔ تینوں مسائل میں فیصلے پہلے سے طے شدہ تھے۔ ظفراللہ نے اپنی خلاف معمول رائے میں دو پستہ قد سیاستدانوں کلیمنٹ ایٹلی اور ہیری ٹرومین کو آرتھر بالفور کے ساتھ ساتھ انسانوں کے ایک عظیم حصہ کے بنیادی حقوق غصب کرنے اور عالمی امن کو تباہ کرنے کا ذمہ قرار دیا ہے۔

مسٹر جناح کی نگاہ میں ظفراللہ کی پسندیدگی کی تاریخ پرانی ہے۔ 1937ء میں جب مسٹر جناح امپیریل دستور ساز اسمبلی کی آزاد پارٹی کے سربراہ تھے ظفراللہ نے برطانوی ہند کے ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے لنکا شائر انڈسٹری کے ساتھ گفت و شنید کر کے ایک تجارتی معاہدہ کیا تھا مسٹر جناح نے اس معاہدہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرے لئے ظفراللہ کی تعریف میں کچھ کہنا ایسے ہی ہے جیسے میں اپنے بیٹے کی تعریف کر رہا ہوں۔ گورنر جنرل جناح اور وزیراعظم لیاقت علی خاں کی مردم شناسی کی داد دینا پڑتی ہے کہ انہوں نے ظفراللہ کو چیف جسٹس مقرر کرنے کی بجائے (جس کے لئے وہ بظاہر زیادہ موزوں اور مناسب تھے) انہیں وزیر خارجہ کے منصب کے لئے چنا۔ وزارت خارجہ کے سات سال کے دورانئے اور بعد کو اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے کی حیثیت میں آپ نے عالمی سطح پر پاکستان کو روشناس کروایا اور پاکستان عالم اسلام اور دنیائے عرب کے مسائل کا سب سے بڑا ترجمان بن کر ابھرا۔ برسوں بعد لاہور کے ایک وکیل سید احمد سعید کرمانی نے بتایا کہ اقوام متحدہ کی راہداریوں میں انہیں ظفراللہ کے ملک کا مندوب کہہ کر پہچانا جاتا تھا۔ ظفراللہ کے لئے بادشاہ اور صدور آداب و رسوم کو بالائے طاقت رکھ دیتے تھے۔ مراکش کے شاہ حسن ان کے استقبال کے لئے محل کی سیڑھیوں تک چل کر آئے اور مصر کے صدر نجیب ان کو لینے کے لئے خود ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ اردن کے شاہ حسین انہیں اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ الجیریا کی گلیوں میں عوام ان کے استقبال کے لئے قطار در قطار کھڑے رہتے تھے۔ تیونس میں پیدا ہونے والے کئی بچوں کے نام ان کے نام پر رکھے گئے۔ ظفراللہ کی سوانح حیات میں عالمی مدبروں کے دوش بدوش لندن کی میزبان خواتین کا بھی ذکر موجود ہے۔ ظفراللہ سفر کے بہت شوقین تھے وہ اپنے قارئین کو بھی اپنے ساتھ دنیا کے قابل دید مقامات پر لئے چلتے ہیں سکینڈے نیویا کے ''رے پڈز'' ہوں یا تاشقند کے کولخوض نیوزی لینڈ کے گرم پانی کے ابلتے ہوئے چشمے ہوں یا کچی دیواروں میں گھرا ہوا کویت۔ سب کچھ ان کے ہاں موجود ہے۔

ظفراللہ خود پکے مذہبی آدمی تھے جن کی اپنی بیوی پردہ دار تھی مگر خواتین گھریلو ہوں یا شاہی خاندانوں کی ان سے ملاقات کو بہت پسند کرتی تھیں۔ آپ طالب علم تھے تو میزبان خواتین نے ان کا خاص خیال رکھا۔ بلکہ میری (موجودہ ملکہ الزبتھ کی دادی جان) نے اپنے سٹاف کو ہدایت دے رکھی تھی کہ ان کے محل میں قیام کے دوران اگر ظفراللہ کی نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے انتظام میں کوئی تساہل نہ ہو۔ ہالینڈ کی ملکہ جولیانہ نے عالمی عدالت سے ریٹائرمنٹ کے وقت ان کو اپنے محل میں الوداعی دعوت میں مدعو کیا یہ اعزاز ان کے سوا کسی اور جج کو نصیب نہ ہوا۔ بیگم رعنا لیاقت علی خاں دی ہیگ میں پاکستان کی سفیر تھیں تو اصرار کرتی تھیں کہ ظفراللہ ہر ہفتہ کے اختتام پر کھانا ان کے ساتھ کھائیں۔ ان کے صاحبزادے اکبر کو یاد ہے کہ دونوں مل کر ''سکریبل'' نامی کھیل کھیلا کرتے تھے۔ ان کی وفات پر بیگم رعنا نے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی متنوع طبیعت اور برجستہ حس مزاح کی بہت تعریف کی۔ بھوپال کی شہزادی عابدہ سلطانہ پر آپ کی غیر معمولی دانشمندی اخلاص و انکسار اور بے پناہ حب الوطنی نے گہرا اثر چھوڑا۔ ایسا لاجواب انسان جسے محض اس کے عقائد کی بنا پر طنز و توبیخ کا نشانہ بنایا گیا مگر اس نے سب کچھ وقار اور تحمل سے برداشت کیا اور پاکستان سے اور اسلامی دنیا کے مفادات سے اپنی وفاداری پر کوئی حرف نہیں آنے دیا۔

اپنی یادداشتوں میں شہزادی عابدہ سلطانہ نے لکھا ہے کہ ظفراللہ ایک ایسے منصوبہ پر کام کر رہے تھے جس سے آزادی ہند کے وقت بعض ریاستوں کا ایک قابل قبول اتحاد بنانا مقصود تھا۔ ان کے اس منصوبہ کو بعض حلقوں میں پذیرائی بھی حاصل ہوئی مگر وقت کے تیز رفتار دھارے کے آگے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکی۔ اگر یہ منصوبہ کامیاب ہو گیا ہوتا تو انڈیا شاید حیدر آباد پر حملہ نہ کر سکتا یا مہاراجہ کشمیر ہندوستان سے الحاق کا فیصلہ نہ کرتا۔ شہزادی کی نگاہ میں یہ بات کتنی شرمناک ہے کہ پاکستان نے محض ان کے ذاتی عقائد کے اختلاف کی وجہ سے ان کی اعلیٰ ترین خدمات پر پردہ ڈال دیا ہے۔

ظفراللہ کی داستان حیات قومی زندگی کے اس دور کی داستان پیش کرتی ہے جب ہر چیز تشکیل پذیر ہو رہی تھی۔ اس میں ادنیٰ اعلیٰ سب برابر کا مقام رکھتے ہیں۔ واقعات کی صداقت اور صحت کے لئے قاری ان کے خلوص نیت اور کبھی دھوکا نہ دینے والی یادداشت پر پورا بھروسہ کر سکتا ہے۔ آپ نے یہ کتاب لکھنے میں بھی کسی کتاب یا لکھی ہوئی ڈائری کا سہارا نہیں لیا۔ تاریخ کے اس نازک دور کے واقعات و رجال کا تذکرہ پڑھ کر ترجمہ کے ناکافی ہونے کے احساس کے باوجود میں نے اس کام میں ہاتھ ڈال دیا، کیونکہ میرے خیال میں یہ تمام باتیں ان قارئین تک بھی پہنچنی ضروری ہیں جو اردو کے اصل متن تک رسائی نہیں رکھتے۔

میں سر ظفراللہ کے داماد اور اپنے دوست حمید نصراللہ خاں کا جن کے پاس کتاب تحدیث نعمت کے جملہ حقوق محفوظ ہیں، شکرگزار ہوں کہ آپ نے کتاب کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی اجازت دی۔ میں لیفٹیننٹ جنرل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کا کہ آپ نے متن میں فارسی اشعار و محاورات کا ترجمہ کرنے میں اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کا کہ آپ نے قرآنی آیات کے ترجمہ کرنے میں میری اعانت کی بے حد شکرگزار ہوں۔

میرے دوست صاحبزادہ مرزا خورشید احمد، نسیم مہدی اور میرے کسی زمانہ کے شاگرد پرویز پروازی نے کتاب کی چھپوائی کے اہتمام میں سہولتیں بہم پہنچائیں۔ سید بابر علی پرو چانسلر آف لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز نے مصنف کی زندگی کی بعض جھلکیاں اور تصویریں عطا فرمائیں۔

اس امر کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ میرے ذاتی اسسٹنٹ ایس احمر نے کتاب کے مسودہ کو ایک سے زیادہ بار ٹائپ کیا اور میری شریکہ حیات ڈاکٹر خالدہ ادریس نے پروف پڑھنے میں میرا ہاتھ بٹایا۔

اس منصوبہ سے جو آمدن حاصل ہوگی وہ مصنف کے قائم کردہ خیراتی اداروں کو جائے گی۔ خود ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ ایک پاؤنڈ یومیہ پر گزارہ کرتے تھے۔ سفر پر جاتے تو کسی سادہ معیشت والے دوست کے ہاں قیام کرتے۔ یا کسی عہدیدار کے ہاں قیام کر لیتے۔ عالمی عدالت جانے کے لئے وہ بسوں پر سفر کرتے تھے یا پیدل ہی اپنے دفتر تک چلے جاتے تھے۔

پچپن برس قبل پاکستان سول سروس کے زیر تربیت افسر کی حیثیت میں راقم الحروف کو ایک دو راتیں احمدیہ مشن ہاؤس دی ہیگ سے ملحقہ کمرے میں گزارنے کا موقع ملا۔ چلتے وقت میں نے میزبان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہہ دیا کہ کمرہ ذرا چھوٹا ہے۔ جب میزبان نے بتایا کہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں اسی کمرہ میں مہینوں قیام فرماتے رہے ہیں تو میں پسینے پسینے ہوگیا۔ چوہدری صاحب ریٹائرمنٹ کے بعد جنوب مغربی لندن کے ایک کمرہ کے فلیٹ میں برسوں مقیم رہے اور لاہور میں اپنے کشادہ مکان میں صرف اس وقت آئے جب دیکھا کہ جانے کا وقت قریب آ لگا ہے۔

آج کے سیاستدانوں کو ٹھہر، تھم کر دیکھنا اور سوچنا چاہیئے کہ ظفر اللہ اور ان کے دور کے لوگوں کی خدمات کے مقابلہ میں ان کا رتبہ اور قد و قامت کتنا ہے اور وہ اپنے ملک پر کتنا بوجھ بنے ہوئے ہیں۔

تحدیث نعمت کا ترجمہ دراصل پاکستان کی اس نازک عمری کے دور سیاست کی یاد دلاتا ہے جس کے نمائندے پاکستان کے پہلے سربراہ ریاست ایم اے جناح اور پہلے سربراہ حکومت لیاقت علی خاں تھے۔

آخر میں یہ کہہ دوں کہ یہ یادداشتیں کسی روایتی مدبر یا جج کی یادداشتیں نہیں ہیں۔ ان کا لہجہ کم و بیش ایک ایسے باپ کا ہے جو اپنے بچوں کو، تنبیہ و طنز و تمسخر کا سہارا لئے بغیر بتا رہا ہے کہ اس کی زندگی کیسے گزری۔ ان کے اسی لہجہ نے مجھے تحدیث نعمت کا ترجمہ کرنے پر اکسایا حالانکہ سر ظفر اللہ کی اپنی لکھی ہوئی اے سرونٹ آف گاڈ بھی موجود ہے اور کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسروں وائین و لکاکس اور ایزلی ایمبری کو دیئے گئے انٹرویوز بھی دستیاب ہیں۔

☆☆..........☆☆

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

محترم چوہدری نصر اللہ خاں ناصر صاحب کی یاد میں

محترم چوہدری نصر اللہ خان ناصر صاحب 23 ستمبر 2012ء کو بعمر 72 سال لندن میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔ اس طرح ایک مخلص خادم سلسلہ حسین یادوں کا ورثہ چھوڑ کر حیات فانی سے حیات جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ 1994ء میں ماہنامہ ''انصار اللہ'' ربوہ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور 2004ء تک یہ خدمت احسن رنگ میں بجالاتے رہے۔ اپنے دس سالہ دور ادارت میں آپ نے ماہنامہ کے متعدد خصوصی نمبرز شائع کئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر 1:۔ کسوف و خسوف نمبر مئی 1994ء
نمبر 2:۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر نمبر اپریل 1995ء
نمبر 3:۔ جلسہ اعظم مذاہب نمبر جون 1996ء
نمبر 4:۔ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پر خصوصی اشاعت دسمبر 1996ء
نمبر 5:۔ ''براہین احمدیہ'' نمبر 1 دسمبر 1997ء
نمبر 6۔ ''براہین احمدیہ'' نمبر 2 فروری 1998ء
نمبر 7:۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نمبر مارچ 2000ء
نمبر 8:۔ کسر صلیب نمبر ستمبر 2001ء
نمبر 9:۔ خصوصی اشاعت (سیالکوٹ میں احمدیت) نومبر 2004ء

اس ایک ذمہ داری اور فرض کو آپ نے جس لگن، توجہ، تندہی، محنت اور خلوصِ نیت سے ادا کیا اس کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ہر دم، ہر آن آپ مصروف جہاد رہے۔ اپنی ہر ذمہ داری کو اپنی تمام تر توانائیوں کو استعمال میں لاتے ہوئے ادا کرتے رہے۔

خاکسار کو بطور نائب مدیر ماہنامہ ''انصار اللہ'' ربوہ آپ کے ساتھ 1995ء سے 2004ء تک کام کرنے کا موقع ملا۔ نو سال پر محیط یہ عرصہ خوشگوار یادوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ خدمت سلسلہ کے اس میدان میں آپ نے ہمیشہ خاکسار کی راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی۔ مجلس انصار اللہ پاکستان کی کوئی تقریب ہو یا ماہنامہ کے سلسلہ میں کوئی پروگرام آپ اپنے نائب مدیران کو بروقت اس کی اطلاع کرتے اور تقاریب میں شمولیت کا موقع فراہم کرتے تھے۔

آپ کی تحریک، راہنمائی اور حوصلہ افزائی سے خاکسار نے متعدد مضامین مرتب کئے۔ جو آپ کے دور ادارت میں ماہنامہ انصار اللہ ربوہ میں شائع ہوئے۔ جماعتی لحاظ سے آپ کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ پاکستان میں موجود احمدی گھرانوں میں سے اکثر کا آپ کو ذاتی تعارف حاصل تھا۔ لمبا عرصہ بطور مربی سلسلہ مختلف جماعتوں میں کام کرنے کی آپ کو توفیق ملی۔ مربی ضلع سیالکوٹ بھی تعینات رہے۔

خدمت دین کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کا جذبہ بھی آپ میں خوب پایا جاتا تھا۔ 80-1979ء کی بات ہے۔ خاکسار جامعہ احمدیہ کے آخری سال میں تھا۔ ایک دفعہ اپنے گاؤں چونڈہ جانے کے لئے ربوہ سے روانہ ہوا۔ روانگی میں دیر ہوگئی۔ سیالکوٹ شہر پہنچا تو رات کافی ہوگئی۔ چونڈہ جانے کے لئے کوئی صورت نظر نہ آئی تو شہر کی احمدیہ جامع بیت الذکر کبوتراں والی میں چلا گیا۔ مکرم چوہدری نصر اللہ خاں ناصر صاحب وہاں پر مربی ضلع تھے۔ بڑی ہمدردی سے پیش آئے۔ خاطر تواضع کے بعد کہنے لگے کہ رات ٹھہر جائیں ورنہ رات گیارہ بجے کے بعد ایک ٹرین چونڈہ کی طرف جائے گی اس پر آپ جاسکتے ہیں۔ میری والدہ صاحبہ بیمار تھیں۔ مجھے سخت بے چینی تھی۔ خواہش تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو گھر پہنچ جاؤں۔ میں نے کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں۔

آپ نے اپنے آرام و سکون کی پرواہ نہ کی۔ اور مجھے ٹرین پر سوار کرانے کیلئے ساتھ لے کر سٹیشن پر آ گئے اور دیر تک وہاں موجود رہے۔ جب ٹرین آئی تو سوار کرا کر واپس گئے۔ جب تک آپ ربوہ میں رہے بڑے بھائیوں جیسا سلوک کرتے رہے۔ کوئی مشورہ مانگا تو مخلصانہ رائے دی۔ سوائے مجبوری کے کافی وقت دیتے تھے۔ آپ سے کافی استفادہ کیا۔ آپ کی طرف سے متعدد کتب کے تحفے بھی موصول ہوتے رہے۔ راولپنڈی کے ایک سرگرم داعی الی اللہ احمدی دوست نے خاکسار سے ایک کتاب لے لی۔ جب آپ کو یہ بتایا کہ میں نے وہ نسخہ ایک احمدی دوست کو دے دیا ہے تو آپ نے مجھے مزید دو نسخے بھجوا دئے۔ حضرت مسیح موعود کے 313 رفقاء جن کے نام ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 میں درج ہیں ان کے حالات و واقعات کو بھی آپ نے مرتب کیا اور کتابی صورت میں شائع کرایا۔ آپ کے ساتھ اس خدمت میں مکرم عاصم جمالی صاحب (عبد المالک صاحب سابق مینیجر نیشنل بنک ربوہ) بھی شامل تھے یہ کام بلاشبہ بہت بڑی خدمت سلسلہ ہے جس سے احباب جماعت کو بہت فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو اس خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

محترم چوہدری نصر اللہ خاں صاحب ناصر ہر کس و ناکس سے تعاون کرنے میں سرگرم رہے۔ رشتہ ناطہ کے معاملات میں بہت سے احباب جماعت کی آپ نے راہنمائی اور خدمت کی۔ آپ بہت مہمان نواز بھی تھے۔ حسب توفیق بلا تفریق سب کی خدمت کرنا آپ کا معمول تھا۔ جب کبھی آپ کے پاس جانا ہوا تو آپ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا۔ احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ دعوت الی اللہ تو روح کی غذا تھی۔ نیز خلافت سے عقیدت و محبت اور نظام جماعت کے احترام کا جذبہ بھی قابل تعریف تھا۔ خانگی تنازعات کے سلسلہ میں آپ نے بطور نمائندہ دارالقضاء ربوہ بھی خدمت کی توفیق پائی۔ نمائندگی کے وقت اگر فریق ثانی کے نمائندہ کی دلیل معقول ہوتی تو بلاوجہ کی بحث سے گریز کرتے۔ ایک کیس میں آپ کی یہ خوبی خاکسار کے مشاہدہ میں بھی آئی۔ آپ کی بعض خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''انتہائی دعا گو تھے، نیک، سادہ، متوکل مزاج اور جیسا کہ میں نے کہا ہمت بلند تھی۔ دھیمی طبیعت کے مالک تھے اور بڑے باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے''۔

(روزنامہ الفضل 27 نومبر 2012ء صفحہ 6)

نوٹ از ایڈیٹر

خاکسار کی اہلیہ مکرم نصر اللہ ناصر صاحب مرحوم کے گاؤں سدوکی ضلع گجرات کی ہیں۔ اس لئے ان سے ہمیشہ بیٹیوں والا سلوک فرماتے میرے تمام سسرالی خاندان سے دوستی کا تعلق تھا۔ وقتاً فوقتاً تشریف لاتے اور بزرگوں کے واقعات سناتے۔ انہوں نے جامعہ کے زمانہ سے ہی الفضل میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے تھے۔ خاکسار کی درخواست پر بھی کئی قیمتی مضامین لکھے۔ گجرات کے متعلق بعض مضامین کے سلسلہ میں آپ سے مشورے لئے۔ بہت وسیع علم کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔

بقیہ از صفحہ 4 مکرم (ر) جنرل ناصر احمد صاحب

اگلی اتوار بیت النور ماڈل ٹاؤن میں تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب استفادہ کریں۔ اگر دور ہونے کی وجہ سے ایک مقام پر نہیں آسکے۔ تو دوسرے مقام میں شامل ہوں۔ جب ماڈل ٹاؤن کا پروگرام بنایا تو مجھے ہدایات دیں کہ بیت النور کے جلسوں کے لئے آپ افسر جلسہ سالانہ ہوں گے۔ اپنے ساتھ ہانڈو گجر لے کر گئے اور وہاں سب انتظامات دکھائے کہ کتنے دوست شامل ہوتے ہیں اور ان کے لئے کتنا کھانا پکتا ہے اور کتنے کارکن انتظامات کرنے کے لئے ہونے چاہئیں۔ یہ بھی ایک ہدایت دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خواہش کے مطابق ایک نوٹ بک بنائیں۔ (ریڈ بک) جس میں جلسہ کے بعد خامیاں لکھیں جو جلسہ میں ہوئیں تاکہ آئندہ کے لئے اصلاح ہو۔ جلسے کے بعد یہ ریڈ بک بنا کر اس میں خامیاں درج کر کے دکھائیں تو خوشنودی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرینکفرٹ جرمنی میں مورخہ 16 جون 2014ء کو قبل نماز ظہر وعصر درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم نوید الحق صاحب

مکرم نوید الحق صاحب ولد مکرم عبدالحق صاحب گروس گراؤ جرمنی تقریباً ایک سال بیمار رہنے کے بعد 10 جون 2014ء کو 24 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔آپ نمازوں کے پابند اور وقارِ عمل میں بڑے شوق سے شامل ہوا کرتے تھے۔نیک اور مخلص نوجوان تھے۔ان کے والد محترم حلقہ Buttelborn کے سیکرٹری مال ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ

مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم اعجاز احمد صاحب لاہور مورخہ 12 مئی 2014ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔آپ بڑی خوددار، سلسلہ کی شیدائی، لجنہ کے کاموں اور پروگراموں میں ذوق وشوق سے شامل ہونے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ MTA پر نہ صرف خود خطبہ جمعہ باقاعدگی سے دیکھتی تھیں بلکہ اپنے گھر کے ملازمین کو بھی سنواتی تھیں۔اسی طرح الفضل اور دیگر جماعتی رسائل وکتب کا مطالعہ کرکے اپنے زیراثر افراد کو بھی سنایا کرتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

مکرمہ شیخ رشیدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ شیخ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبدالکریم صاحب مرحوم مورخہ 28 مئی 2014ء کو بقضائے الٰہی جرمنی میں وفات پاگئیں۔آپ مکرم شیخ نبی بخش صاحب مرحوم کی بہو تھیں (جنہوں نے بدوملہی میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا) آپ نیک، نمازوں کی پابند، تہجد گزار، ذکر الٰہی کرنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ مالی قربانی کے میدان میں پیش پیش رہتی تھیں نیز جرمنی کی بیوت الذکر کی تحریک میں اپنا سارا زیور پیش کرنے کی بھی سعادت پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ سکینہ بی بی صاحبہ

مکرمہ سکینہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم سراج دین اعوان صاحب اگوکی ضلع سیالکوٹ مورخہ 10/اپریل 2014ء کو وفات پاگئیں۔آپ کو سیدنا حضرت مصلح موعود اور چھوٹی آپا صاحبہ کی لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔آپ بہت نیک، دعاگو، صوم وصلوٰۃ کی پابند، نڈر اور دین کے لئے غیرت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔اگوکی میں آغاز میں صرف آپ کا ہی ایک احمدی گھرانہ آباد تھا۔آپ نے بڑی بہادری سے حالات کا مقابلہ کیا۔نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ بہت مضبوط تعلق تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ان کو بہادر سکینہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ

مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد خان صاحب مورخہ 15 مئی 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 47 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔آپ پابند صوم وصلوٰۃ، تلاوت قرآن کرنے والی، خداترس، صدقہ وخیرات کرنے والی، اعلیٰ اخلاق کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ لجنہ کا ہر اجلاس آپ کے گھر منعقد ہو۔اسی طرح رمضان میں اپنے گھر میں درس قرآن مجید کا اہتمام بھی کرواتی تھیں۔ MTA سے گہرا لگاؤ تھا اور خطبات جمعہ اور دیگر پروگرام بڑی باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔الفضل، کتب حضرت مسیح موعود اور جماعتی رسائل کا باقاعدگی اور دلچسپی سے مطالعہ کرتی تھیں۔اپنے بچوں کو بھی نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم محمد شفیع خان صاحب ایڈووکیٹ لاہور کی بیٹی اور حضرت مولوی محمد شہزادہ خان صاحب مرحوم آف افغانستان کی پوتی تھیں۔ آپ کے ایک بھائی مکرم ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب واقف زندگی ڈینٹسٹ کی حیثیت سے بانجل گیمبیا میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

مکرم اطہر احمد نظام صاحب

مکرم اطہر احمد نظام صاحب ابن مکرم محمد احمد نظام صاحب ربوہ مورخہ یکم جون 2014ء کو 65 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔مرحوم حضرت مستری نظام دین صاحب آف سیالکوٹ رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔مرحوم کے والد ربوہ کے ابتدائی آبادکاروں میں سے تھے اور بڑے معروف فوٹو گرافر تھے۔مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔مرحوم کے ایک بیٹے مکرم جمیل احمد انور صاحب مربی سلسلہ جو آجکل نظارت تعلیم القرآن ربوہ میں اور دوسرے بیٹے فن لینڈ میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

مکرم عبدالرحیم صابر صاحب

مکرم عبدالرحیم صابر صاحب سابق معلم وقف جدید ربوہ مورخہ 28 مئی 2014ء کو وفات پاگئے۔ آپ کا تعلق پٹھانوں کے قبیلہ مہمند زئی سے تھا اور اپنے گاؤں میں پیش امام بھی رہ چکے تھے۔آپ خواب کے نتیجہ میں بیعت کرکے احمدی ہوئے اور اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ بیعت کرنے کے بعد ان کے خاندان اور دیگر افراد شدید مخالف ہوگئے۔جس کے نتیجہ میں انہیں اپنا آبائی مسکن چھوڑنا پڑا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر 1973ء میں وقف جدید کے تحت زندگی وقف کرکے 34 سال پاکستان کی مختلف جماعتوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ جہاں بھی آپ کا تقرر کیا جاتا نہایت خوشی کے ساتھ جاتے تھے۔ بہت محنتی، دلیر، نیک اور مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

عزیزم مبرور احمد

عزیزم مبروم احمد صاحب ابن مکرم مسعود احمد صاحب بسے ضلع سیالکوٹ مورخہ 31 مئی 2014ء کو کالج سے واپس آتے ہوئے ایک موٹر سائیکل حادثے میں شدید زخمی ہوئے۔فوری طور پر ہسپتال لیجایا گیا لیکن راستے میں ہی وفات پاگئے۔آپ کی عمر 16 سال تھی۔مرحوم بہت نیک، شریف النفس، محنتی اور لائق نوجوان تھے۔نمازوں کے پابند، جماعتی کاموں میں ذوق وشوق سے حصہ لیتے اور بیت الذکر کی صفائی کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ اسی طرح دیگر خدام واطفال اور انصار احباب کے ساتھ بہت محبت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔

مکرمہ نسیم اختر صاحبہ

مکرمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب سرگودھا مورخہ 9جون 2014ء کو رحلت کرگئیں۔موصوفہ کا بچپن قادیان میں گزرا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور عبادت گزار خاتون تھیں۔علاقہ کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا کرتی تھیں جن میں اکثریت غیراز جماعت بچوں کی تھی۔کثرت سے صدقہ وخیرات کرنا اور غرباء کی امداد آپ کے خاص اوصاف تھے۔آپ مکرم عرفان احمد خان صاحب آف فرینکفرٹ کی ساس تھیں۔ان کی تدفین ربوہ میں عمل میں آئی۔

مکرمہ یمنیٰ عبدل صاحبہ

مکرمہ یمنیٰ عبدل صاحبہ بنت مکرم عبدالوہاب صاحب صدر حلقہ Friedrichsdorf جرمنی مورخہ 8 مئی 2014ء کو 23 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھیں۔ پندرہ سال کی عمر سے ایم ٹی اے جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔مرحومہ نہایت ملنسار، خوش خلق اور خلافت کے ساتھ عشق ووفا کا تعلق رکھنے والی تھیں۔نمازوں کی پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی تھیں۔

مکرم ملک بشارت الرحمٰن صاحب

مکرم ملک بشارت الرحمٰن صاحب Karben جرمنی مورخہ 3 مارچ 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم کا تعلق مکرم شیخ مہر علی صاحب آف ہوشیار پور کے خاندان سے تھا۔مرحوم کو دعوت الی اللہ سے خاص شغف تھا نیز شعبہ دعوت الی اللہ جرمنی میں خدمت کی توفیق بھی پائی۔تین سال تک آپ نے نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ میں خدمت کی سعادت پائی۔ اسی طرح بطور ناظم علاقہ مجلس انصاراللہ بھی خدمت بجالاتے رہے۔آپ قبل ازیں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک بڑے کھلاڑی رہے ہیں۔

مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ

مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری رحمت خان صاحب ڈاہرانوالی ضلع حافظ آباد مورخہ 4 فروری 2014ء کو 94 سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جاملیں۔مرحومہ حضرت جہاں خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی دختر تھیں۔آپ نہایت نیک، متقی، خلافت سے والہانہ لگاؤ اور محبت رکھنے والی اور بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔آپ کے خاوند مکرم چوہدری رحمت خان صاحب بطور صدر جماعت ڈاہرانوالی کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

ضرورت مددگار کارکن

انجمن تاجران ربوہ کو فل ٹائم مددگار کارکن کی ضرورت ہے۔ ضرورت مند احباب صدر صاحب محلّہ کی تصدیق کروا کر درخواستیں جمع کروائیں۔

رابطہ: جنرل سیکرٹری انجمن تاجران ربوہ

047-6215566

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

کاشف جیولرز

گولبازار ربوہ

میاں غلام مرتضیٰ محمود

فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

ڈرمیکسو اینڈ ڈرمو کیور کریم

داغ دھبے، چھائیاں، کیڑا کاٹ جائے، جلد جل جائے

نیز پھلبہری کے آغاز میں بھی مفید

قیمت -/40 روپے

-/20 روپے

طبیبوں کو خصوصی رعایت

بھٹی ہومیو پیتھک کلینک

رحمت بازار ربوہ رابطہ: 0333-6568240

سالانہ تربیتی کلاس 2014ء

حصہ اول اور دوم۔ زیراہتمام مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو امسال خدام کی 56ویں تربیتی کلاس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ امسال کلاس کو حضور انور کی ہدایت کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ربوہ اور بیرون از ربوہ طلبہ کی کلاس کے پہلے حصہ کا افتتاح مورخہ 8جون کو محترم اسفندیار منیب صاحب انچارج شعبہ تاریخ احمدیت جبکہ دوسرے حصے کا افتتاح محترم اسد اللہ غالب صاحب نائب ناظر امورعامہ نے مورخہ 16جون کو کیا۔

تربیتی کلاس کے لئے نصاب تیار کیا گیا۔ جس میں طلباء کے تربیتی وعلمی معیار کو بلند کرنے کے لئے قرآن مجید ناظرہ اور حفظ اور ترجمہ، حدیث، عربی، فقہ، کلام، آنحضورؐ کی حیات طیبہ اور تاریخ احمدیت جیسے اہم مضامین شامل تھے۔ اس کے علاوہ روزمرہ کی دعائیں اور معاشرتی آداب شامل تھے۔ دونوں حصوں کی کلاس کے دوران روزانہ باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے علاوہ روزانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پروگرامز اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مجالس سوال و جواب کو شامل کیا گیا۔ نیز مختلف بزرگان سلسلہ کے لیکچرز اور دو مجالس سوال و جواب کا انعقاد بھی کیا گیا۔ اس دوران تمام طلبہ بیرون ربوہ کا طبی معائنہ بھی ہوا۔ نماز عصر کے بعد تمام طلبہ کھیل میں شامل ہوتے رہے۔ طلباء کے لئے زیرعنوان ''میٹرک کے بعد آپ کیا کر سکتے ہیں'' ایک کیریئر انفارمیشن سیل قائم کیا گیا۔ طلباء کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔

کلاس کے پہلے حصے کی اختتامی تقریب مورخہ 14جون 2014ء کو منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی محترم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن تھے۔ اس موقع پر مکرم مصباح الدین صاحب ناظم اعلیٰ نے تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ جبکہ دوسرے حصے کی اختتامی تقریب مورخہ 21جون 2014ء کو منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ تھے۔ محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ کلاس کے پہلے حصہ میں 41اضلاع کے 295خدام شامل ہوئے۔ جبکہ دوسرے حصہ میں 15اضلاع کے 215خدام شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام خدام کو اس کلاس میں حصہ لینے کی برکت عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

ایم ٹی اے کے پروگرام

4جولائی 2014ء

5:10 am	عالمی خبریں
5:35 am	درس القرآن 4جنوری 1998ء
6:50 am	رمضان المبارک۔ درس حدیث
7:30 am	تلاوت قرآن کریم
8:20 am	سیمینار سیرت النبی ﷺ
9:15 am	Chef's Corner
10:05 am	رمضان المبارک، سوال و جواب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
12:10 pm	یسرنا القرآن
12:45 pm	راہ ھدیٰ
2:20 pm	انڈونیشین سروس
3:25 pm	درس القرآن 5جنوری 1998ء
4:35 pm	درس حدیث
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
6:20 pm	نور مصطفویؐ
6:40 pm	تلاوت قرآن کریم
6:55 pm	یسرنا القرآن
7:30 pm	Shotter Shondhane
8:45 pm	ہمارا آقا۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ پر ایک نظر
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 4جولائی 2014ء
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	ریئل ٹاک

5جولائی 2014ء

12:30 am	تلاوت قرآن کریم
1:25 am	دینی وفقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 4جولائی 2014ء
3:15 am	راہ ھدیٰ
4:50 am	تلاوت قرآن کریم
5:45 am	عالمی خبریں
6:15 am	درس القرآن
7:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 4جولائی 2014ء
8:35 am	تلاوت قرآن کریم
9:25 am	راہ ھدیٰ
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
12:05 pm	الترتیل
12:35 pm	سیرت النبی ﷺ
1:05 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm	سٹوری ٹائم، بچوں کے لئے پروگرام
1:55 pm	رمضان المبارک، سوال و جواب
2:50 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	درس القرآن 6جنوری 1998ء
6:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:30 pm	الترتیل
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:00 pm	رمضان المبارک۔ سوال و جواب
9:00 pm	راہ ھدیٰ Live
10:35 pm	الترتیل
11:05 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	رمضان المبارک۔ سوال و جواب

ربوہ میں طلوع وغروب 27جون

طلوع فجر	3:24
طلوع آفتاب	5:02
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	7:20

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

27جون 2014ء

6:30 am	بیت خدیجہ کی افتتاحی تقریب 16-اکتوبر 2008ء
8:10 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	بیت المہدی کا افتتاح 7نومبر 2008ء
1:20 pm	راہ ھدیٰ
4:00 pm	دینی وفقہی مسائل
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 27جون 2014ء
11:20 pm	بیت المہدی کا افتتاح

ضرورت سیکیورٹی گارڈ

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں سیکیورٹی گارڈ کی آسامیاں خالی ہیں۔ ریٹائرڈ فوجی حضرات جن کے پاس اپنا لائسنس والا اسلحہ ہو ان کو ترجیح دی جائے گی۔ ایسے حضرات اپنی درخواستیں ایڈمنسٹریٹر صاحب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے نام اپنے صدر صاحب / امیر صاحب کی سفارش سے ارسال کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

FR-10

روحی
ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

نوزائیدہ اور شیرخوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
جرمن ادویات کا مرکز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم اے) فون: 047-6211510
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 0334-7801578

خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ
اٹھوال فیبرکس
بوتیک ہی بوتیک، کاٹن بوتیک کی تمام ورائٹی پر
زبردست سیل سیل سیل
نیز مردانہ کپڑے کی تمام ورائٹی چیلنج ریٹ پر
امپورٹڈ بیڈ شیٹ کی ورائٹی دستیاب ہے۔
اعجاز احمد طاہر: 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

ورده فیبرکس رمضان پیکج
Sale Sale Sale
لان کی تمام ورائٹی پر سیل جاری ہے۔
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

پرہیز علاج سے بہتر ہے
QMR Analyzer کے ذریعہ اپنے جسم کے 36اعضاء کے متعلق رپورٹ حاصل کریں۔
نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ ممکنہ تکالیف کے متعلق آگاہی حاصل کریں
اوقات صبح 10:30 بجے تا 1 بجے شام 6 بجے تا 8:30 بجے
F.B ہومیو سنٹر فار کرانک ڈیزیز طارق مارکیٹ ربوہ
0300-7705078